Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | ہفتہ ۱۹ شعبان ۱۴۱۰ھ، ۱۷ امان ۱۳۶۹ ہش، ۱۷ مارچ ۱۹۹۰ء | نمبر ۶۳

جماعت احمدیہ — پھلوں سے لدا ہوا درخت

"یہ میرا تجربہ ہے اور جماعت کی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ جب بھی جماعت کو ہلایا گیا ہے اور بیدار کیا گیا ہے تو جس طرح بعض دفعہ پکے ہوئے پھلوں سے لدے ہوئے درخت کو ہلانے سے کثرت سے پھل گرنے شروع ہو جاتے ہیں، اسی طرح جماعت احمدیہ مالی قربانی میں ایسا ہی نمونہ پیش کرتی ہے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
الفضل ۸ مارچ ۱۹۹۰ء صہ ۲)

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اللہ تعالیٰ کے بندوں کی علامات میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ وہ دُنیا سے طبعی نفرت کرتے ہیں۔ پس جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جاوے اور دنیا اور آخرت کی راحت اُسے مل جاوے وہ یہ راہ اختیار کرے۔ اگر اس راہ کو تو چھوڑتا ہے اور اَور راہیں اختیار کرتا ہے تو پھر ٹکریں مار کر دیکھ لے کہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ ہوں گے جن کو نصیحت بُری لگے گی اور وہ ہنسی کریں گے لیکن وہ یاد رکھیں کہ آخر ایک وقت آجائے گا کہ وہ ان باتوں کی حقیقت کو سمجھیں گے اور پھر بول اٹھیں گے کہ افسوس ہم نے یونہی عمر ضائع کی۔ لیکن اُس وقت کا افسوس کچھ کام نہ دے گا۔ اصل موقعہ ہاتھ سے نکل جائے گا اور پیغام موت آجائے گا۔"

(ملفوظات جلد ۷ صہ ۱۹۶)

"میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کو خوش کرنے کی فکر کرو۔ کیونکہ اگر خدا تعالےٰ مہربان ہو جاوے تو ساری دنیا مہربان ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ ناراض ہو تو پھر کوئی بھی کام نہیں آسکتا جب اس کا غضب آگیا تو دنیا میں کوئی مہربان نہ رہے گا۔ خواہ کیسا ہی مکر و فریب کرے، تسبیحیں ڈالے، بھگوے اور سبز کپڑے پہنے، مگر دنیا اس کو حقیر ہی سمجھے گی۔ اگر چند روز دنیا دھوکہ کھا بھی لے۔ تو بھی آخر اس کی قلعی کُھل جائے گی اور اس کا مکر و فریب ظاہر ہو جائے گا۔"

(ملفوظات جلد ۷ صہ ۱۹۶)

حقیقی علم اور جماعت کا فرض

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالےٰ آپ سے راضی ہو

"جماعت احمدیہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے کسی بچے کو اس سے پہلے تعلیم چھوڑنے نہ دیں جہاں تک وہ پہنچ سکتا ہے جو بچہ اپنے ذہن کے لحاظ سے مڈل تک پہنچ سکتا ہے اس کو پرائمری میں نہ چھوڑنے دیں تعلیم جو میٹرک تک پہنچ سکتا ہے اسے مڈل میں نہ چھوڑنے دیں تعلیم جو انٹرمیڈیٹ میں پہنچ سکتا ہے اس کو دسویں جماعت کے بعد تعلیم نہ چھوڑنے دیں۔ جو بی اے ایم اے پی۔ ایچ۔ ڈی کر سکتا ہے اس سے پہلے وہ تعلیم چھوڑ کے دوسرے میدانوں میں نہ جائے۔ پہلے اپنی استطاعت اور قابلیت کے مطابق اپنی تعلیم کو پورا کرے پھر وہ اس تعلیم سے فائدہ اٹھائے جو اس نے حاصل کیا علم کے میدان میں۔ اس کی روشنی میں دوسروں کے لئے ایک مفید وجود بننے کی کوشش کرے۔ اصل علم ہمارے نزدیک تو قرآن کریم میں پایا جاتا ہے اور جتنے یہ سارے علوم سائنسز وغیرہ جو ہیں ان کی بنیادی باتیں ہمیں قرآن کریم میں نظر آتی ہیں بلکہ بعض ایسی بنیادی حقیقتیں ہیں کہ جو علم کے میدان میں آگے بڑھنے والی قومیں ہیں۔ ان سے بھی وہ بنیادی حقیقت مخفی رہی اور خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ ہم پر اسے واضح کیا مثلاً MATHEMATICS ہے حساب جو ہے یہ سمجھا جاتا ہے کہ بالکل واضح اور اس میں کوئی غلطی اور کوئی خلط اور کوئی CONFUSION ہو ہی نہیں سکتا۔ دو اور دو چار اور آٹھ اور آٹھ سولہ ہیں۔ اسی طرح یہ سارا چلتا ہے لیکن جو حساب دان ہیں چوٹی کے انہوں نے یہ

باقی صہ ۸ کالم ۴ پر

○ مکرم رمضان احمد ظفر (سابق اکاؤنٹنٹ الفضل) کی آنکھ کا اپریشن ہوا ہے۔

○ محترمہ لبنیٰ عالیہ صاحبہ (ساہیوال) اپنے بھائی مکرم عبد القدیر صاحب اور دوسرے تمام اسیران راہ مولیٰ کی رہائی کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

○ محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ اہلیہ حکیم علی احمد صاحب بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم حافظ محمد یوسف صاحب کارکن مجلس نصرت جہاں ربوہ کو شیخ زید ہسپتال لاہور منتقل کر دیا گیا ہے ان کے سر میں پھوڑا ہے۔

○ مکرم محمد خورشید صاحب ابن محمد صدیق صاحب سابق کاتب الفضل بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔

○ مکرم عبد الرحیم صاحب یونس کو چوٹ کی وجہ سے چلنے پھرنے میں دشواری ہے۔ انہیں چکروں کی بھی تکلیف ہے۔

○ مکرم چوہدری مظفر حسین صاحب صاحب کارکن وکالت مال اوّل فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اپریشن کے بعد کچھ پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔

○ محترمہ مریم صدیقہ صاحبہ اہلیہ نصیر الدین صاحب دار النصر غربی کی بائیں بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔

○ محترمہ زینت النساء صاحبہ بنت محمد صدیق صاحب کا فیصل آباد میں رسولی کا اپریشن ہوا ہے۔

○ مکرم چوہدری عبد الغفور صاحب صدر جماعت جھنیاں کی دائیں آنکھ کا اپریشن فضل عمر ہسپتال میں ہو رہا ہے۔

○ مکرم مجیب احمد صاحب قریشی ابن قریشی عزیز احمد صاحب کراچی میں بیمار ہیں۔ ڈاکٹروں نے کینسر بتایا ہے۔

احباب ان سب کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۷ امان ۱۳۶۹ ہش ۱۷ مارچ ۱۹۹۰ء

کشمیری اپنا حق مانگ رہے ہیں

اگر نیت نیک ہو تو ہر شخص بیان اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق دیتا ہے۔ اس سے اختلاف تو ہو سکتا ہے لیکن اسے کوسا نہیں جا سکتا۔ یاسر عرفات نے تیونس میں مقبوضہ کشمیر کے متعلق ایک بیان دیا ہے جس میں مبینہ طور پر کہا گیا ہے کہ مقبوضہ کشمیر بھارت کا اٹوٹ انگ ہے اور وہ اس بات کی حمائت نہیں کرتے کہ اس مسئلہ کو عالمی ادارہ میں لے جایا جائے۔ اس بیان کے متعلق دو ہی باتیں کہی جا سکتی ہیں، یا تو وہ ہندوستان کی حمائت میں اپنے ضمیر کے خلاف بیان دے رہے ہیں یا انہیں اس بات کا علم ہی نہیں کہ مقبوضہ کشمیر کی پوزیشن کیا ہے۔ چونکہ چالیس سالوں سے بھی زیادہ یہ علاقہ ہندوستان کے زیر تسلّط رہا ہے اس لئے بیرونی دنیا کے لوگ عام طور پر یہی سمجھتے ہوں گے کہ یہ ہندوستان ہی کا حصّہ ہے۔ اور جو کچھ وہاں ہو رہا ہے وہ "باغی" لوگوں کو "بغاوت" سے باز رکھنے کی کوشش ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر کو چالیس سال تو کیا ہندوستان کے زیر تسلّط سَو سال بھی ہو گئے ہوتے تو چونکہ یہ حصّہ اس مُلک کا حصّہ نہیں ہے اسے حصّہ کہنا کسی صورت بھی درست نہیں ہو سکتا۔ عالمی ادارہ کے ریزولیوشن اور ہندوستان کے وعدے تاریخ کے اوراق سے حذف نہیں کئے جا سکتے۔ وہاں کے لوگوں کا یہ اختیار کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کر کے مقبوضہ کشمیر کا فیصلہ کریں کوئی ان سے چھین نہیں سکتا۔ جب ایک دفعہ یہ فیصلہ ہو گیا کہ کشمیریوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مستقبل کے متعلق خود فیصلہ کریں اور فیصلہ کرنے کے طریق بھی واضح طور پر ریزولیوشنز میں موجود ہیں تو دنیا کو جان لینا چاہیئے کہ جب تک وہ لوگ اپنا حق استعمال نہیں کر لیتے اس علاقہ کو کوئی بھی اپنا نہیں کہہ سکتا۔ اب نہ وہ ہندوستان کے ساتھ ہیں، نہ پاکستان کے ساتھ، اور نہ آزاد۔ وہ اس فیصلے کے لئے اپنا حق مانگتے ہیں۔

پاکستان حکومت کو اور مقبوضہ کشمیر کے لوگوں کو بھی اس سلسلہ میں ابھی بہت کچھ کرنا ہے کہ ساری دنیا پر — دنیا کے عمائدین پر — یہ واضح کیا جائے کہ عالمی ادارہ میں کیا ریزولیوشنز پاس ہو چکے ہیں۔ اور مقبوضہ کشمیر کے لوگ اپنا حق مانگ رہے ہیں بغاوت نہیں کر رہے۔ ان کے ساتھ باغیوں جیسا سلوک ایک انتہائی شرمناک حرکت ہے۔

اَوروں کو ایسی بات کا کیا اختیار ہے
کشمیر خود کہے کہ ہے کس کا اٹُوٹ رنگ
چالیس سال کی تو کوئی بات ہی نہیں
اپنے حقوق کے لئے جاری رہے گی جنگ

ابو الاقبال

نگہِ لُطف و عنایات پہ جاں دیتا ہوں
اپنے محبوب کی ہر بات پہ جاں دیتا ہوں

حسن واحسان کے دیکھے ہیں مسلسل جلوے
ان کے اوصاف و کمالات پہ جاں دیتا ہوں

نامہ آتا ہے تو آنکھوں سے لگا لیتا ہوں
اور شیرینیٔ کلمات پہ جاں دیتا ہوں

اللہ اللہ! یہ دریائے روانِ عرفان
انکے خطبات و خطابات پہ جاں دیتا ہوں

ساقیٔ میکدۂ علم و عمل پہ قرباں
مے گساروں کی مدارات پہ جاں دیتا ہوں

کشتیٔ دیں کو بچا لایا ہے طوفانوں سے
ناخدا! تیری مہمّات پہ جاں دیتا ہوں

قوم کے درد میں دن رات بہے ہیں آنسو
ایسی دل سوز مناجات پہ جاں دیتا ہوں

دردِ دل دے کے نئی زندگی بخشی مجھ کو
میرے آقا! تری برکات پہ جاں دیتا ہوں

یاد میں ان کی جو آنکھوں سے ٹپک پڑتے ہیں
ان محبّت بھرے قطرات پہ جاں دیتا ہوں

اُن کی صُحبت میں گزارے ہیں جو ہم نے احسنؔ
اُن سُرور آفریں لمحات پہ جاں دیتا ہوں

سید احسن اسمٰعیل صدیقی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

کشمیر

(استصواب رائے)

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں حالات خراب سے خراب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ مظاہرین پر گولی چلتی ہے تو دسیوں جان کھو بیٹھتے ہیں اور پچھلے دنوں تو ایک ہی دن میں ۳۰ افراد مارے گئے۔ اقوام متحدہ کو بھی اس بات کا علم ہے۔ اور انہیں ان حالات سے مکمل واقفیت بھی بہم پہنچائی جا رہی ہے۔ کیونکہ اس علاقے کے باشندے اقوام متحدہ سے تقاضہ کر رہے ہیں۔ کہ وہ اپنے ریزولیوشنز کے مطابق وہاں پر استصواب رائے کروائیں لیکن اب جب کہ اقوام متحدہ کے ایک شخص کو جو کہ مقبوضہ کشمیر میں جا کر حالات معلوم کرنا چاہتا تھا۔ نیویارک میں بھارت کے سفارت خانے نے ویزا دینے سے انکار کر دیا ہے تو اقوام متحدہ پر یہ بات پوری طرح کھل گئی ہے۔ کہ حالات واقعی خراب ہیں اور کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیے۔ سیکرٹری جنرل پیریز ڈی کوئیار نے بھی اس کو محسوس کیا ہے۔ اسلام آباد میں اقوام متحدہ کے سفارت خانے کے حکام نے یہ بات بتائی ہے۔ پیریز ڈی کوئیار نے محترمہ بے نظیر بھٹو کے خاص نمائندے اقبال اخوند کو نیویارک میں اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ اقوام متحدہ سارے معاملے پر گہری نظر رکھ رہی ہے۔ اور جو کچھ بھی اخلاقی طور پر کر سکے گی۔ اس کے کرنے سے گریز نہیں کرے گی۔ اگرچہ پاکستانی حکومت نے ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کیا۔ کہ اس معاملے کو اقوام متحدہ میں لے جایا جائے لیکن غیر رسمی طور پر اقوام متحدہ کے حکام پر زور دیا جاتا رہا ہے۔ کہ کشمیر کے قضیئے کو جلد نمٹانا چاہیئے۔ حقوق انسانی کے خلاف جو کچھ مقبوضہ کشمیر میں ہو رہا ہے۔ اس سے بھی اقوام متحدہ کے حکام پریشان ہیں۔ اور اب انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دونوں طرف کے اقوام متحدہ کے فوجی نمائندے اپنی اپنی رپورٹیں بھیجیں تاکہ ان رپورٹوں کی بناء پر اقوام متحدہ کوئی کارروائی کر سکے۔

سندھ او/پریس

سندھ کے صوبائی وزیر ہوم منسٹر

ڈاکٹر مخدوم رفیق الزمان نے پولیس افسروں سے گفتگو کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ حکومت جرمن پولیس کی مدد لینا چاہتی ہے تاکہ وہ یہاں آکر ہماری پولیس کو پیشہ ورانہ مہارت کی راہ پر ڈالے۔ سندھ کے انسپکٹر جنرل پولیس سید سادات علی شاہ نے وزیر موصوف کو پولیس کی کارکردگی سے آگاہ کیا۔ وزیر موصوف نے بتایا کہ جرمن پولیس، پولیس ٹریننگ سکول میں لیکچروں کے ذریعے ہماری پولیس کو ضروری باتیں بتائے گی۔ انہوں نے انسپکٹر جنرل پولیس کی توجہ اس بات کی طرف بھی مبذول کروائی کہ جلد از جلد پولیس کی نفری میں اضافہ ہونا چاہیے۔ جہاں تک پولیس کا تعلق ہے ڈاکٹر مخدوم رفیق الزمان نے کہا کہ انہیں عوام کے ساتھ قریبی رابطہ رکھنا چاہیے اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ روابط مضبوط سے مضبوط تر ہوتے رہیں جہاں تک جرائم کا تعلق ہے انہوں نے کہا کہ شہری آبادی اور دیہاتی آبادی کے جرائم ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اسلئے پولیس کو چاہیئے کہ وہ ان دونوں علاقوں میں جرائم کے انسداد کیلئے مناسب حال اقدام اختیار کریں انہوں نے پولیس کے جوانوں کو اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ ان کے لئے اور ان کے خاندانوں کیلئے ویلفیئر بورڈ بنایا جا رہا ہے۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے وزیر موصوف کو بتایا کہ وہ جرائم کے انسداد کیلئے کسی قسم کی کوششیں بروئے کار لا رہے ہیں۔

سائیکو کیمیکل جنگ

یہ ممکن ہے کہ چھت سے چوہا بلی پر گرے اور بلی اچانک ڈر جائے لیکن یہ تو ممکن نہیں کہ چوہا سامنے ہو بلی کی طرف کنکھیوں سے دیکھ رہا ہو۔ اور بلی ڈر کے مارے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتی چلی جائے ٹھیک ہے۔ یہ آج تک تو کبھی نہیں ہوا۔ لیکن امریکی فوجی کیمیکل کور نے اب ایک ایسی گیس ایجاد کر لی ہے جس سے جاندار کا معمول کا رویّہ بالکل بدل جاتا ہے بلکہ اس کے بالکل الٹ ہو جاتا ہے لیکن یہ گیس صرف بلیوں کے رویّے کو بدلنے کے لئے ایجاد نہیں کی گئی اس گیس سے آخر کار یہ کام لینا مقصود ہے کہ اگر کسی ملک کی فوج حملہ کرے تو حملہ بجائے روائتی اسلحہ کے اس گیس سے کیا جائے لوگ مرنے کے بجائے ڈرنے لگیں ایک مثال ہے نا! کہ مارنے سے ڈرانا بہتر۔ اس گیس سے سوچنے کی طاقت کم ہو جاتی ہے یا بالکل ختم ہو جاتی ہے اور اگر پورے کے پورے شہر پر اس گیس سے حملہ کر دیا جائے تو وہ عارضی طور پر بالکل بے سدھ ہو کر مغلوب ہو جائیں گے اور جب دشمن مغلوب ہو جائے تو پھر آپ جو چاہیں اس کے ساتھ سلوک کریں۔ کہتے ہیں کہ اس گیس سے لوگوں کو مار کر فتح حاصل کرنے کی بجائے نیم بے ہوش کر کے یا ان کے رویے بدل کر بہادر لوگوں کو اس کے ذریعے بزدل بنا کر فتح حاصل کی جایا کرے گی عنقریب یہ سائیکو کیمیکلز استعمال کئے جانے کا امکان ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کو تین طریق سے استعمال کیا جائے گا۔ اس کے بم پھینکے جائیں گے اور اس سے انفرادی اور افرادی توتیں عارضی طور پر ختم ہو جائیں گی۔ اس کو گیس جراثیم یا ویڈی ایشن کے ذریعے سے لوگوں تک پہنچایا جا سکے گا اس صورت میں صرف انسان اپنا رویّہ بدلنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اس کو سائیکو کیمیکل ایجنٹ کے ذریعے بھی استعمال کیا جا سکے گا۔ جس سے انفرادی اور افرادی طاقت کو محفوظ رکھا جائے گا۔ یہ تیسری بات زیادہ پسندیدہ سمجھی گئی ہے۔ کیونکہ فوج کا کمانڈر دوسرے لوگوں کو زخمی کرنے اور مارنے اور ان کو دفنانے کے بغیر ہی لوگوں پر اپنا تسلط قائم کرے گا۔ اور جب یہ لوگ ہوش میں آئیں گے۔ تو چونکہ وہ یہ سارا عمل دیکھ چکے ہوں گے۔ اس لئے گفت و شنید بہتر نتائج پیدا کرے گی۔ اگر اپنے کچھ لوگ دشمنوں کے نرغے میں چلے جائیں تو انھیں آزاد کرانے کے لئے بھی یہ گیس خاصی مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اگر روائتی بم ایسے علاقوں پر پھینکے جائیں تاکہ انھیں فتح کر کے اپنے آدمیوں کو چھڑایا جائے تو اس بات کا امکان ہے کہ دشمن سے زیادہ اپنے دوست ہلاک ہو جائیں۔ لیکن یہ سائیکو کیمیکلز ہیں کیا؟ اور کس طرح کام کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ دراصل صنعتی اور طبی تحقیقات کی ضمنی پیداوار ہیں پہلے کبھی کسی کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ اس پیداوار کو کسی اور طرح بھی استعمال کیا جا سکتا ہے ایک معمولی سمجھ رکھنے والا انسان بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ جس طرح آپریشن کے وقت بے ہوش کیا جاتا ہے اسی طرح یہ گیس بھی جانداروں کو بے ہوش کرے گی۔ لیکن ایک ضمنی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اس کو کسی خاص ہدف تک کس طرح پہنچایا جائے گا۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جس طرح باقی ہر قسم کے بم پھینکے جاتے ہیں۔ اسی طرح اس گیس کے بھی بم بنائے جا سکتے ہیں آخر بعض دوسرے بموں سے بھی یہ کام لیا جاتا ہے کہ وہ پانی کو آلودہ کر دیں یا خوراک کے ذخائر کو زہریلا بنا دیں اس گیس کے سلسلے میں سب سے اہم بات یہی ہے کہ یہ جانداروں کے رویّے کو بدلنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ بہادروں کو بزدل بنا سکتی ہے۔ اور بزدلوں کو بڑا بہادر اس کے علاوہ بھی اس کے متعدد اثرات سامنے آئے ہیں۔ مثلاً دلوں میں خوف پیدا کرنا۔ اگر کسی جگہ فوجی اکٹھے ہوں۔ اور وہاں یہ گیس استعمال کی جائے تو وہ ایک دوسرے سے ڈرنے بھی لگیں گے۔ اور اپنے آپ کو کسی کونے کھدرے میں چھپانے کی بھی کوشش کریں گے ایک آخری اور سب سے اہم سوال یہ ہے کہ دشمن کے لئے تو یہ گیس استعمال کر لی اگر دشمن آپ پر اس گیس کا استعمال کرے تو آپ کس طرح بچ سکتے ہیں۔ امریکی آرمی کیمیکل کور کے ریٹائرڈ جنرل پیرپنچی کہتے ہیں کہ یہ حفاظت بالکل ویسا ہی عمل ہے جیسا گیسوں سے بچنے کا عمل ہوتا ہے۔ کبھی مکمل طور پر حفاظت تو نہیں ہو سکتی۔ لیکن کسی حد تک حفاظت کا انتظام کیا جا سکتا ہے یہ کتنا عجیب لگتا ہے کہ کسی شخص کو عارضی طور پر پاگل بنا دیا جائے یہ بات کون پسند کر سکتا ہے۔ لیکن آپ سوال یہ پوچھیئے کہ کیا مرنا چاہتے ہو یا عارضی طور پر پاگل ہو جانا جواب یقیناً یہی ہو کہ عارضی طور پر پاگل یا مفلوج ہو جانا مرنے سے بہتر ہے کیونکہ اس عارضی کیفیت کے بعد تو انسان پھر نارمل زندگی بسر کر سکتا ہے لیکن اگر مر ہی جائے تو پھر اس کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے بہرحال جنگ کے طریقے بدل رہے ہیں پہلے ہم نے یہ سنا تھا۔ کہ ایسے بم ایجاد کر لئے گئے ہیں۔ جو انسانوں کو تو ختم کر دیں گے لیکن عمارتوں پر ان کا کوئی برا اثر نہیں ہوگا۔ تاکہ فاتح مفتوح علاقے میں جا کر ان

باقی صـ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالباسط شاہد

مسئلہ کشمیر کی اہمیت

خدا تعالیٰ مظلوم کشمیری مسلمانوں کی مدد فرمائے

کشمیر کے مظلوم عوام اپنا حق حاصل کرنے کے لئے قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ خدا کرے کہ ان کی مشکلات ختم ہوں۔ ان کی قربانیاں قبول ہوں اور وہ اپنے بنیادی حقوق سے دنیا کے دوسرے آزاد لوگوں کی طرح متمتع و مستفید ہو سکیں۔

۱۹۳۱ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی قیادت میں ایک آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم ہوئی اور پہلی دفعہ منظم طریق پر اندرون و بیرون کشمیر آزادی کی تحریک شروع ہوئی۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے قیام کے متعلق حضور فرماتے ہیں۔

"جب تحریک کشمیر کا آغاز ہوا۔ اس وقت شملہ میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں مَیں بھی شامل ہوا۔ سر اقبال اس وقت زندہ تھے۔ وہ بھی شریک ہوئے۔ سر میاں فضل حسین بھی موجود تھے ان سب نے مجھ سے کہا کہ اس بارہ میں آپ وائسرائے سے ملیں اور اس سے گفتگو کر کے معلوم کریں کہ وہ کس حد تک کشمیر کے معاملات میں دخل دے سکتا ہے۔ جس حد تک وہ دخل دے سکتا ہو اس حد تک ہمیں یہ سوال اٹھانا چاہیئے۔ چونکہ گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہوتی ہے کہ ریاستی معاملات میں زیادہ دخل نہ دیا جائے۔ اس لئے وائسرائے سے پہلے مل لینا ضروری ہے تاکہ ہمیں معلوم ہو سکے کہ وہ کس حد تک ان معاملات میں دخل دے سکتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں اس مجلس میں اس شرط پر شریک ہو سکتا ہوں کہ وائسرائے سے نہیں بلکہ ہم کشمیریوں سے پوچھیں گے کہ تمہارے کیا مطالبات ہیں اور پھر ہم کوشش کریں گے کہ گورنمنٹ ان مطالبات کو منظور کرے یہ طریق درست نہیں کہ وائسرے سے پوچھا جائے کہ وہ کس حد تک دخل دے سکتا ہے بلکہ ہم سب سے پہلے کشمیر کے لوگوں سے پوچھیں گے کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور پھر ان کے مطالبات کو پورے زور کے ساتھ گورنمنٹ کے سامنے رکھیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب میں صدر بنا تو اس کے بعد لارڈ ولنگڈن سے میں اس غرض سے ملا۔ پہلے تو وہ بڑی محبت سے باتیں کرتے رہے جب میں نے کشمیر کا نام لیا تو وہ اپنے کوچ سے کچھ آگے کی طرف ہو کر کہنے لگے کہ کیا آپ کو بھی کشمیر کے معاملات سے انٹرسٹ ہے۔ آپ تو مذہبی آدمی ہیں۔ مذہبی آدمی کا ان باتوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا میں بے شک مذہبی آدمی ہوں اور مجھے مذہبی امور میں ہی دخل دینا چاہیئے مگر کشمیر میں تو لوگوں کو ابتدائی انسانی حقوق بھی حاصل نہیں اور یہ وہ کام ہے جو ہر مذہبی شخص کر سکتا ہے بلکہ اسے کرنا چاہیئے۔ اس لئے مذہبی ہونے کے لحاظ سے بھی اور انسان ہونے کے لحاظ سے بھی میرا فرض ہے کہ میں انہیں وہ ابتدائی حقوق دلواؤں جو ریاست نے چھین رکھے ہیں۔ آپ اس بارہ میں کشمیر کے معاملات میں دخل دیں تاکہ کشمیریوں پر جو ظلم ہو رہے ہیں ان کا انسداد ہو۔ وہ کہنے لگے کہ آپ جانتے ہیں کہ ریاستوں کے معاملات میں ہم دخل نہیں دیتے۔ میں نے کہا میں یہ جانتا تو ہوں مگر کبھی کبھی آپ دخل دے بھی دیتے ہیں چنانچہ میں نے کہا کیا حیدرآباد میں آپ نے انگریز وزیر بھجوائے ہیں یا نہیں کہنے لگے تو کیا آپ کو پتہ نہیں نظام حیدرآباد کیسا برا مناتا ہے۔ میں نے کہا یہی بات تو میں کہتا ہوں کہ آخر وجہ کیا ہے نظام حیدرآباد برا منائیں تو آپ ان کی کوئی پرواہ نہ کریں اور مہاراجہ صاحب کشمیر برا منائیں تو آپ ان کے معاملات میں دخل دینے سے رک جائیں۔ یہ ہندو اور مسلم میں سوتیلے بیٹوں والا سلوک آپ کیوں کرتے ہیں؟ .... آخر .... کہنے لگے ...... پانچ چھ ماہ تک مجھے حالات دیکھنے دیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس عرصہ میں مجھ سے جو کچھ ہو سکا میں کروں گا اور کشمیر کے مسلمانوں کو ان کے حقوق دلانے کی پوری پوری کوشش کروں گا۔ چنانچہ اس کے بعد بڑے بڑے واقعات ہوئے ...... یہاں تک کہ آہستہ آہستہ خدا تعالیٰ نے ہمیں ایسی طاقت عطا فرما دی کہ کشمیر کی گورنمنٹ سخت گھبرا گئی اور اس نے دو دفعہ مجھے پیغام بھیجا کہ آپ جموں آئیں اور مہاراجہ سے مل کر فیصلہ کر لیں۔ آپس کی گفتگو کے بعد جن حقوق کے متعلق اتفاق ہو گا وہ کشمیر کے مسلمانوں کو دے دیئے جائیں گے۔ میں نے کہا میرے فیصلے کا کوئی سوال نہیں کشمیر کے مسلمانوں کے حقوق کا فیصلہ ہونا ہے اور یہ فیصلہ کشمیر کے نمائندے ہی کر سکتے ہیں۔ میں نہیں کر سکتا۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں آؤں اور آپ سے باتیں کر کے کچھ فیصلہ کر لوں بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جن لوگوں کے حقوق کا سوال ہے ان کے نمائندوں کو بات کرنے کا موقعہ دیا جائے"۔

یہ بات کیوں اور کیسے ختم ہوئی ہماری تاریخ کا ایک افسوسناک واقعہ ہے جو آنے والا مورخ بیان کرے گا۔

کشمیر کمیٹی کے قیام اور اس کی صدارت کے لئے حضرت فضل عمر کا تقرر کس طرح ہوا یہ بھی ایک دلچسپ واقعہ ہے جو چوہدری ظہور احمد صاحب کی زبانی ذیل میں بیان کیا جاتا ہے (چوہدری صاحب موصوف کو کشمیر کمیٹی میں لمبے عرصہ تک اہم خدمات سرانجام دینے کی توفیق حاصل ہوئی)

"۲۵ جولائی ۳۱ء کو نماز ظہر کے بعد FAIR VIEW (نواب سر ذوالفقار علی کی کوٹھی) میں اجلاس شروع ہوا جس میں امام جماعت احمدیہ۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال نواب سر ذوالفقار علی خاں۔ خواجہ حسن نظامی۔ نواب گنج پورہ۔ سید محسن شاہ۔ خان بہادر شیخ رحیم بخش۔ مولانا اسمٰعیل غزنوی۔ مولانا عبدالرحیم درد۔ مولانا نورالحق سید حبیب شاہ اور نمائندگان ریاست، سرحد شامل ہوئے۔

مولوی عبدالرحیم ایم اے۔ ایل ایل بی نے صوبہ کشمیر کی۔ جناب اللہ رکھا ساغر نے صوبہ جموں کی اور صاحبزادہ سر عبدالقیوم کے بھائی صاحبزادہ عبداللطیف نے صوبہ سرحد کی نمائندگی کی (راقم الحروف نے اس کانفرنس کی روئداد کی اخبارات میں رپورٹنگ کا فریضہ ادا کیا) ...... فیصلہ ہوا کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی بنائی جائے .... تمام شرکائے مجلس نے ...... اقرار کیا کہ وہ اس کمیٹی میں شمولیت اختیار کریں گے بلکہ وہ اسی وقت ممبر بھی بن گئے۔

اب مرحلہ اس کمیٹی کے مدار المہام کے انتخاب کا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ امام جماعت احمدیہ کے دائیں ہاتھ ایک ہی صوفہ پر ڈاکٹر سر محمد اقبال بیٹھے تھے اور دائیں طرف دوسرے صوفہ پر نواب سر ذوالفقار علی تھے اور امام جماعت احمدیہ کے بائیں طرف خواجہ حسن نظامی اور ان کے بعد نواب صاحب آف گنج پورہ تھے ...... ڈاکٹر سر محمد اقبال نے تجویز کیا کہ اس کمیٹی کے صدر امام جماعت احمدیہ ہوں۔ ان کے وسائل۔ مخلص اور کام کرنے والے کارکن۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ ان سے بہتر ہمارے پاس کوئی آدمی نہیں۔ خواجہ حسن نظامی نے فوراً اس کی تائید کی اور سب طرف سے درست ہے۔ درست ہے کی آوازیں آئیں اس پر امام جماعت احمدیہ نے فرمایا

"مجھے اس تجویز سے ہرگز اتفاق نہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اور میری جماعت ہر رنگ میں کمیٹی کے ساتھ تعاون کرے گی لیکن مجھے صدر منتخب نہ کیا جائے ...."

ڈاکٹر سر محمد اقبال نے امام جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے پنجابی میں فرمایا

"حضرت صاحب جب تک آپ اس کام کو اپنے ہاتھ میں صدر کی حیثیت سے نہ لیں گے یہ کام نہیں ہو گا"

ان کے بعد خواجہ حسن نظامی صاحب اور دوسرے اراکین نے بھی بڑے زور سے تائید کی اور جب چاروں طرف سے زور پڑا تو کرہاً نہ کہ طوعاً امام جماعت احمدیہ نے اس عہدہ کو قبول کیا اور سب حاضرین کی رضامندی سے مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم اے کو کمیٹی کا سیکرٹری مقرر کیا گیا"

کشمیر کی کہانی ص ۵۵، ۵۶

کشمیر کمیٹی کی قیادت قبول کرنے کے متعلق ڈاکٹر علامہ اقبال کا مندرجہ ذیل بیان جو مکرم ملک غلام فرید صاحب کی زبانی تاریخ احمدیت جلد ۶ میں شائع ہو چکا ہے بہت دلچسپ اور حقیقت افروز ہے۔

"سچی بات تو یہ ہے کہ جب کشمیر میں تحریک آزادی شروع ہوئی اور ہم نے دیکھا کہ بے چارے کشمیریوں کو مہاراجہ تباہ کر کے رکھ دے گا تو مجھے اور مسلمان لیڈروں کو خیال پیدا ہوا کہ کشمیریوں کی کیسے مدد کی جائے ہم نے سوچا اگر ہم نے جلسے وغیرہ کئے اور کارکنوں اور سرمایہ کے لئے تحریک کی تو اول تو دیانتدار کارکن نہ ملیں گے اور سرمایہ جمع نہیں ہو گا اور جو سرمایہ جمع ہو گا وہ بے ایمان کارکن کھا جائیں گے اور اس دوران میں مہاراجہ تحریک کو کچل کر رکھ دے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گا۔ کام فوراً شروع ہو جانا چاہیئے۔
ہم نے سوچا کہ ہندوستان میں صرف ایک ہی شخصیت ہے کہ اگر وہ اس تحریک کی قیادت منظور کر لے تو دیانتدار کارکن بھی مہیا کرے گی۔ سرمایہ بھی جمع کرے گی۔ وکلاء وغیرہ بھی خود دے گی۔ اخبارات میں۔ ولایت میں اور یہاں بھی۔ پراپیگنڈہ وہ خود کرے گی اور وائسرائے اور اس کے سیکرٹریوں سے ملاقات بھی خود کرے گی۔ وہ شخصیت مرزا محمود احمد ہیں۔"

ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال کا اندازہ بالکل درست اور صحیح تھا۔ حضور کی قیادت میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے برصغیر ہند و پاک میں ۱۴ اگست ۳۱ء کو پہلا یوم کشمیر منا کر اس مسئلہ کی اہمیت عوام کے ذہن نشین کرائی۔ انگلستان میں پارلیمنٹ کے ممبروں اور اخبارات تک مظلوم کشمیریوں کی آواز پہنچائی گئی۔ ریاست کے اندر ڈوگرہ مظالم کے خلاف نہایت مؤثر احتجاجی جلسے اور جلوس ہوئے۔ مظلوم کشمیریوں کی ہر ممکن دامے درمے سخنے مدد کی گئی۔ کشمیر کمیٹی کا کام شاندار طریق پر جاری تھا کہ بعض غیر معمولی اور ناگزیر وجوہ سے حضور نے اس کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور علامہ کے وہ تمام خدشات جن کا اوپر ذکر آیا ہے۔ درست ثابت ہوئے اور کمیٹی کا کام جاری نہ رہ سکا۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات کو برصغیر کے لیڈروں نے خراج تحسین پیش کیا۔

اخبار انقلاب نے لکھا:

"انگلستان میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے جو کام کیا وہ ہندوستان کے کام سے بھی زیادہ بیش بہا تھا...... آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے جو معزز و محترم ارکان گول میز کانفرنس میں شریک ہیں ان کے ہندوستان کے مفصل تار پہنچتے رہے جن میں حوادث کشمیر بیان کئے جاتے تھے اور ان حضرات نے انہی تاروں سے متاثر ہو کر وزیر ہند سے متعدد ملاقاتیں کیں اور یہ وعدہ لیا کہ کشمیر کے معاملہ میں مظلوموں کی امداد کی جائے گی۔" (انقلاب ۲۰ نومبر ۳۱ء)

صدر مسلم کانفرنس میاں احمد یار وکیل نے لکھا:

جب تحریک حریت کی ابتدا ہوئی۔ ہندوستان کے سربرآوردہ مسلمانوں نے شملہ میں ایک میٹنگ کر کے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی بنیاد رکھی۔ اس انجمن نے مالی اور جانی رنگ میں قربانی دے کر ہماری مدد کی۔ ہماری تکالیف سے دنیا کو مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک آگاہ کیا۔ یورپ اور امریکہ میں پروپیگنڈہ کیا۔ تحریک کے حامیوں۔ مظلومین اور شہداء کے پسماندگان کو مدد دی اور ہر حالت میں بے لوث اور ہمدردانہ خدمات انجام دیں...

(اخبار اصلاح ۲۳ نومبر ۴۴ء)

مشہور کشمیری لیڈر شیخ محمد عبداللہ نے حضور کے نام اپنے ایک خط میں لکھا "سب سے پہلے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں تہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کروں اس بے لوث اور بے غرضانہ کوشش اور جدوجہد کے لئے جو آپ نے کشمیر کے درماندہ مسلمانوں کے لئے کی۔ پھر آپ نے جس استقلال اور محنت کے ساتھ مسئلہ کشمیر کو لیا۔ مجھے امید رکھنی چاہیئے کہ آپ نے جس ارادہ اور عزم کے ساتھ مسلمانان کشمیر کے حقوق کے حصول کے لئے جدوجہد فرمائی ہے آئندہ بھی اسے زیادہ کوشش اور زیادہ توجہ سے جاری رکھیں گے .... آخر میں میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس عریضہ کو ختم کرتا ہوں۔

میں ہوں آپ کا تابعدار
شیخ محمد عبداللہ (تاریخ احمدیت جلد ۶)

مسئلہ کشمیر سے آپ کی دلچسپی اس سے بھی ظاہر ہے کہ آزادی وطن کے معاً بعد جب پاکستانی لیڈروں کو نئے اور بے سروسامان ملک کو چلانے اور جوق در جوق آنے والے لٹے پٹے مہاجرین کی آبادی و بحالی کی مصروفیت درپیش تھی آپ نے آزادی کشمیر کے عظیم مقصد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک نہایت مؤثر اور قابل عمل طریق کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا

"کشمیر اور حیدر آباد کا فیصلہ اکٹھا اور ایک ہی اصول پر ہونا چاہیئے ورنہ ڈر ہے کہ دونوں ہی ہاتھ سے نکل جائیں۔ اگر حکمران کی مرضی پر فیصلہ ہو تو اس میں حیدر آباد مل جائے گا اور اگر رعایا کی مرضی پر ہو تو ہمیں کشمیر مل جائے گا۔ اگر اکٹھا فیصلہ نہ ہوا تو اس سے مسلمانوں کو سخت نقصان ہو گا کیونکہ ایک فیصلہ کو اپنے حق میں کرا کے انڈین یونین پھر اپنا اصول بدل کر دوسری ریاست کے بارے میں جھگڑا کر سکتی ہے بالآخر آپ نے فرمایا کو حیدر آباد اور کشمیر دونوں کا سوال اہم ہے مگر ...... میرے خیال میں کشمیر کا معاملہ بہت زیادہ اہم ہے خصوصاً اس لئے کہ اس سے پاکستان کی حفاظت اور مضبوطی پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے۔"

(الفضل ۱۷ اکتوبر ۴۷ء)

اسی طرح ایک اور بیان میں آپ نے فرمایا "ہم تمام مسلمانوں کی توجہ اس طرف پھراتے ہیں کہ اس وقت بخل سے کام نہ لیں کیونکہ کشمیر کا مستقبل پاکستان کے مستقبل سے وابستہ ہے۔ آج اچھا کھانے اور اچھا پہننے کا سوال نہیں۔ پاکستان کے مسلمانوں کو خود فاقے رہ کر اور ننگے رہ کر بھی پاکستان کی مضبوطی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے اور جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہیں پاکستان کی مضبوطی کشمیر کی آزادی کے ساتھ وابستہ ہے۔"

(الفضل ۱۲ نومبر ۴۷ء)

پاکستان کے مایۂ ناز فرزند اور پہلے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کی کشمیر کے سلسلہ میں انتہائی قابل قدر خدمات پاکستان کے تمام بہی خواہوں سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ اس زمانہ میں جب ہندوستان نے اقوام متحدہ میں کشمیر کا مسئلہ پیش کیا تھا۔ چوہدری صاحب موصوف نے اس کا اس کامیابی سے دفاع کیا کہ بھارتی قیادت بوکھلا گئی اور یہاں تو یہ حالت تھی کہ وہ مدعی اور داد خواہ بن کر اقوام متحدہ میں پہنچے تھے مگر ندامت اور شرمندگی کے ساتھ اس طرح پسپائی اختیار کرنی پڑی کہ اقوام متحدہ میں دنیا بھر کے نمائندوں اور مدبر سیاستدانوں نے اس پر حیرت کا اظہار کیا۔ اس زمانے کے ملکی اور غیر ملکی پریس نے چوہدری صاحب کو بجا طور پر خراج تحسین پیش کیا۔

موجودہ تحریک میں بھی جبکہ مقبوضہ کشمیر کے مظلوم عوام اپنے حقوق کے حصول کے لئے سردھڑ کی بازی لگانے کے لئے تیار ہو چکے ہیں۔ حکمران جماعت اور حزب مخالف نے بہت دیر کے بعد کسی ایک بات پر ہم آہنگی اور اتحاد کا اظہار کیا ہے اور متفقہ طور پر مطالبہ ہو رہا ہے کہ اس اہم معاملہ کو پھر سے اقوام متحدہ میں اٹھایا جائے اور ان قراردادوں کی روشنی میں اسے حل کروانے کی کوشش کی جائے جو اس زمانہ میں منظور ہوئی تھیں۔ جب چوہدری صاحب اس معاملہ میں اپنا حسن تدبر استعمال کر رہے تھے۔ موجودہ عوامی رجحان چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی اقوام متحدہ میں کامیابی کا بجا اعتراف ہے۔ خدا کرے کہ مظلوم کشمیری مسلمانوں کو ان کے بنیادی حقوق جلد حاصل ہوں اور ان پر سے ظلم و بربریت اور بے انصافی کا خاتمہ ہو۔

★★

بہارِ تازہ کی رُت آ چکی ہے گلشن میں
بہ گامِ دشت نہ جاؤ کہ جشن کا دن ہے

گراں بہا وہ خزائن جو دفن تھے کب کے
با اہتمام لٹاؤ کہ جشن کا دن ہے

ہیں شب گزیدہ پڑے خفتگانِ بے پروا
ضمیر ان کے جگاؤ کہ جشن کا دن ہے

جو زیرِ بارِ معاصی ہیں دنیا بھر کے، انہیں
سہارا دے کے اٹھاؤ کہ جشن کا دن ہے

نہ ہو کسی سے بھی نفرت تو پیار سب کے لئے
گلے ہر اِک کو لگاؤ کہ جشن کا دن ہے

ہو تاکہ عرش سے تم پہ ملائکہ کا نزول
دِلوں کو فرش بناؤ کہ جشن کا دن ہے

ہو داغِ سجدہ کی بندیا تو زُہد کی افشاں
حِنا وفا کی لگاؤ کہ جشن کا دن ہے

خلوص و تقویٰ کے زیور سے اہتمام کے ساتھ
عروسِ دل کو سجاؤ کہ جشن کا دن ہے

لبوں پہ حمد و تشکر، دلوں میں عزم لئے
زمیں پہ پھیلتے جاؤ کہ جشن کا دن ہے

نظامِ نَو سے کرو اِک نیا جہاں پیدا،
کُہن کے نقش مٹاؤ کہ جشن کا دن ہے!

ڈاکٹر مرزا طارق احمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

چوہدری محمد علی صاحب آف چونڈہ

ریاض محمود باجوہ

چونڈہ کو جہاں ملکی اعتبار سے ایک خاص مقام حاصل ہے کہ ۱۹۶۵ء میں یہاں ٹینکوں کی لڑائی کا ایک ایسا خونریز معرکہ ہوا جو جنگ عظیم دوم کے بعد سب سے بڑا واقعہ تھا۔ وہاں جماعتی لحاظ سے بھی چونڈہ کو ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے زمانہ ہی میں یہاں احمدیت کا نفوذ ہوا اور کئی خوش نصیبوں کو آپ کی زیارت و رفاقت کی سعادت اور شرف حاصل ہوا انہی خوش قسمت لوگوں میں سے ایک چوہدری محمد علی صاحب پٹواری بھی تھے آپ خاکسار کے دادا تھے۔ ۱۸۸۶ء میں آپ پیدا ہوئے اور چونڈہ کے ایک زمیندار باجوہ گھرانے سے آپ کا تعلق تھا۔ اٹھارہ برس کی عمر میں آپ نے احمدیت قبول کی۔ ۱۹۰۴ء کی بات ہے کہ چونڈہ میں ہمارے محلہ سے حضرت چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی والد محترم ڈاکٹر شاہنواز خاں صاحب جو پہلے ہی احمدی ہو چکے تھے۔ دادا جان سے احمدیت کے بارے میں آپ کی بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ آخر کار حضرت چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی نے دادا جان کو قائل کر لیا اور قادیان جانے کی تحریک کی۔ چنانچہ دادا جان نے محلہ ہی کے ایک شخص کو ساتھ لیا اور ساٹھ میل کا سفر پیدل طے کر کے قادیان پہنچے بقول خاکسار کے والد صاحب (چوہدری شہباز خاں صاحب باجوہ) دادا جان نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ فطرت میں سعادت تھی۔ حق کو قبول کرنے میں تاخیر نہ کی نماز کے بعد بیعت کی اور واپس چونڈہ آ گئے۔ اس کے بعد آپ حضور کی زندگی میں قادیان نہیں جا سکے۔ ۱۹۱۶ء میں جب آپ نے وصیت فارم پُر کیا تو خود اپنے قلم سے آپ نے اپنا سنِ بیعت ۱۹۰۴ء تحریر کیا تھا۔ اس وقت آپ کا وصیت نمبر ۱۱۱۱ تھا۔ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ احمدیت کا رنگ آپ پر چڑھتا گیا۔ یہ نیک تبدیلی (امامت ثانیہ) کے دور میں فدائیت کا رنگ اختیار کر گئی اور آپ ایک مثالی احمدی کا کردار ادا کرنے لگے۔ آپ کی مساعی اور دعوت الی اللہ سے کئی سعید روحوں کو جماعت میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ آپ جیسے دعوت الی اللہ کرتے موقعہ ملنے پر اپنے ساتھ قادیان لے کر جاتے۔ دادا جان ایک نیک نیت اور سادہ طبیعت انسان تھے احمدیت کی تعلیم نے آپ کے اخلاق آپ کی عادات و اطوار اور آپ کے کردار میں حُسن پیدا کر دیا تھا۔ آپ کے قول و فعل میں تضاد نہیں تھا۔ آپ نے اپنی زبان یا ہاتھ سے کبھی کسی کو دُکھ یا تکلیف نہیں پہنچائی تھی اور نہ ہی زندگی بھر ہم نے کبھی کسی کو آپ کا گلہ کرتے دیکھا۔ آپ میں دین کی خدمت اور سلسلہ کے لئے قربانی کا جذبہ قابلِ رشک تھا۔ جب بھی کوئی مالی تحریک ہوتی بڑھ چڑھ کر اُس میں حصہ لیتے اور چندہ جات کی ادائیگی میں کبھی تاخیر نہ کرتے۔ تحریک پانچ ہزاری میں بھی آپ شامل تھے۔ اس سلسلہ میں جو فہرست چھپی تھی اس کے صفحہ ۲۰۲ پر آپ کا نام چونڈہ کے حوالہ سے سرِفہرست موجود ہے اور مالی قربانی کا یہ سلسلہ آپ کے بعد بھی جاری ہے۔ آپ کے بڑے پوتے مکرم مبارک احمد صاحب باجوہ سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ چونڈہ آپ کی طرف سے تحریک جدید میں ۶۰۰ روپے سالانہ دے رہے ہیں۔ آپ کو جماعت کی خدمت کی توفیق اس رنگ میں بھی ملی کہ آپ دو دفعہ جماعت احمدیہ چونڈہ کے صدر رہے اور ایک دفعہ حلقہ امیر بھی منتخب ہوئے۔

(امامت ثانیہ) کے عہد آفرین دور میں جماعت احمدیہ چونڈہ کی طرف سے بطور نمائندہ آپ مجلس مشاورت میں بھی شریک ہوتے رہے۔ جس طرح آپ کے دل میں سلسلہ کے لئے محبت تھی اور جس طرح اس کی عزت و وقار کا خیال تھا۔ خدا تعالیٰ نے بھی آپ کو بہت عزت اور شہرت سے نوازا۔ اگرچہ سبھی رشتہ دار اور برادری غیر احمدی تھی مگر سب کے دل میں آپ کی بہت عزت اور احترام تھا۔ بعض جاننے والے تو آپ کو فرشتہ سیرت انسان کہا کرتے تھے۔ آپ بھی لوگوں کی بے لوث خدمت کرتے اور سب کے لئے آپ کی ہمدردیاں یکساں ہوتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی باتیں آپ کی یادیں ہیں کہ آج بھی اپنوں اور بیگانوں کے دل و دماغ میں تازہ ہیں۔ آپ کا وجود ہمارے گھرانے کی پہچان بن چکا ہے۔ آپ کا تعارف کرانے کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ ہمارا تعارف بھی آپ ہی کے حوالے سے ہوتا ہے۔ ۱۹۲۷ء میں آپ نے بطور پٹواری ملازمت اختیار کی۔ ملازمت میں دیانتداری نے آپ کی نیک شہرت میں اور بھی اضافہ کیا۔ آپ لوگوں کا کام کرتے۔ مگر رشوت کا تصوّر بھی آپ کے ذہن میں نہیں آتا تھا بلکہ کام کی غرض سے آنے والوں کی مہمان نوازی بھی کرتے اور اگر کوئی غریب آدمی ہوتا تو اپنی جیب سے حسبِ توفیق اس کی مالی مدد بھی کرتے۔ آپ نے بعض ایسے بچوں کے تعلیمی اخراجات خود ادا کئے جو خرچ کی وجہ سے پڑھائی نہیں کر سکتے تھے ان میں سے بعض تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس وقت باعزت زندگی گزار رہے ہیں آپ نماز روزہ کی بہت پابندی کرتے اور قرآن کریم کی تلاوت میں باقاعدگی آپ کا معمول تھا۔ ہم سب بھائیوں کو بھی آپ ہی نے قرآن کریم سکھایا اور پڑھایا تھا۔ احمدیت کی تعلیم ہی کا اثر تھا کہ آپ کو بُرائی سے نفرت اور نیکی سے پیار تھا۔ اپنی نسل میں احمدیت کی جڑیں مضبوط کرنے کے لئے بھی آپ نے اپنی ذمہ داری کو خوب ادا کیا۔ ہمیں دینی مسائل سے آگاہ کرتے۔ جماعتی پروگراموں میں ساتھ لے کر جاتے اور ہماری معلومات میں اضافہ کے لئے سلسلہ کا لٹریچر خرید کر ہمیں پڑھاتے آپ کی دعاؤں اور نیک تمناؤں کی بدولت خدا تعالیٰ نے ہم بہن بھائیوں کو سلسلہ کی خدمت کی توفیق دی اور اب بھی دے رہا ہے۔

دادا جان بہت مہمان نواز تھے۔ مرکزِ سلسلہ سے آنے والے سبھی مہمان آپ کے ہاں ٹھہرتے تھے اور آپ کو ان کی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ دادا جان خود بھی اکیلے تھے۔ اس کے بعد ہمارے والد صاحب چوہدری شہباز خاں صاحب باجوہ بھی اکیلے تھے۔ کوئی بھائی نہیں تھا۔ صرف ایک بہن تھی مگر دادا جان کی زندگی میں ہی خدا تعالیٰ نے اس گھرانے کو کثرتِ نفوس سے نوازا اور ہم آٹھ بھائی۔ بہنوں کو دادا جان کی شفقت اور پیار ملا اور اب یہ سلسلہ اور بھی پھیل چکا ہے۔

دادا جان کی وفات ۱۹۶۵ء میں گوجرانوالہ کے قریب ایک گاؤں فیروز والا میں ہوئی۔ فیروز والا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے بچپن کے استاد مولوی فضل احمد صاحب کا مولد و مسکن ہونے کے باعث تاریخ احمدیت میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ہم سب اہل خانہ جنگ کی وجہ سے گھر بار چھوڑ کر یہاں آ گئے تھے دادا جان اگرچہ موصی تھے مگر آپ کی تدفین فیروز والا ہی میں ہوئی اور بطور یادگار آپ کا کتبہ بہشتی مقبرہ ربوہ میں نصب کر دیا گیا۔

آذربائیجان

آذربائیجان کے باشندے قدیم ترک ہیں۔ ان کا علاقہ ۱۹۲۰ء میں سوویت جمہوریہ بنا اور اس جمہوریہ کے اندر دو خود مختار علاقے بھی ہیں ایک ناگورنو کاراباغ جس کی آبادی آرمینیائی ہے اور دوسرے نخچیوان جو دراصل آذربائیجان میں شامل ہے۔ لیکن دونوں کے درمیان آرمینیا کا علاقہ آتا ہے ترک قبیلے اس علاقے میں دسویں صدی سے آنا شروع ہوئے۔ اور یہاں کی پرانی آبادی میں گھل مل گئے جو زیادہ تر ایرانی تھی۔ آذری زبان ترک زبان سے زیادہ قریب ہے۔ یہ لوگ شیعہ مسلمان ہیں۔ ان کے پڑوس کی جمہوریہ جارجیا اور دوسری جمہوریہ آرمینیا کے باشندے عیسائی ہیں جن سے ان کی کشیدگی بہت پرانی ہے۔ ابھی نیا جھگڑا ناگورنو کاراباخ کے علاقے پر ہے۔ یہ علاقہ آذربائیجان کے اندر ہے اور آرمینیا چاہتا ہے کہ یہ علاقہ اسے دے دیا جائے۔ مگر اب جو تازہ نفرت پیدا ہوئی ہے وہ اصل میں بہت پرانی ہے۔ آرمینیا والے کہتے ہیں کہ آذری ان کا صفایا کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہ آذری انہی ترکوں کے بھائی بند ہیں جنہوں نے ۱۹۱۵ء میں آرمینیا والوں کا قتل عام کیا تھا۔ ادھر آذری کہتے ہیں کہ آرمینیا والے بہت ظالم ہیں اور ان کے ظلم سے تنگ آ کر پچھلے دو برسوں میں سارے آذری باشندے ان کے علاقوں سے نکل آئے ہیں۔ آذربائیجان کا علاقہ ہمیشہ خوشحال رہا ہے۔ اب وہاں تیل بھی نکل آیا ہے مگر سوویت قائد مسٹر گورباچوف نے جو آزادی دی ہے اس سے وہاں قوم پرستی کے جذبات دوبارہ ابھر آئے ہیں اور یہ بھی ہوا ہے کہ اب یہ لوگ خود کو پڑوسی ملک ایران کے آذری باشندوں کے قرابت دار کہنے لگے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کا کالم

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی سے رکھے اور آپ اپنے نیک مقصد میں اعلیٰ کامیابیاں حاصل کریں۔

◉ ایک بات آپ کو یاد دلائیں! حضرت امام جماعت (الثالث)، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرماتا رہے نے فرمایا تھا کہ جماعت کی کوئی بچی آٹھویں جماعت سے کم تعلیمیافتہ نہ ہو اور کوئی بچہ میٹرک سے کم نہ ہو۔ امید ہے آپ میں سے کسی نے اس سے پہلے تعلیم چھوڑ نہیں دی ہوگی۔ اور یہ تعلیم بھی تو حضور انور نے کم از کم بتائی تھی۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ لڑکیاں صرف آٹھویں جماعت تک پڑھیں اور لڑکے دسویں تک۔ ہماری جماعت کو تو بہت آگے نکلنا ہے بلکہ سب سے آگے نکلنا ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔

◉ چند دن ہوئے محترم قدرت اللہ صاحب کا ایک خط ہم نے شائع کیا تھا۔ اس میں انہوں نے اپنے والد محترم کے متعلق بھی ایک بات تحریر کی تھی۔ اور ہم نے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ کسی پرچے میں شائع کریں گے۔ اس دفعہ ہم وہ بات آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

میں تو بنوں گا یارو! لڑکا بہت ہی اچھا

"میں تو بنوں گا یارو ! لڑکا بہت ہی اچھا!"

بچپن کا ایک واقعہ ہے کہ میرے چھوٹے بھائی ملک عنایت اللہ سلیم جو آجکل لاہور کے حلقہ نیو گارڈن ٹاؤن کے صدر ہیں جب چھوٹے بچے تھے تو انہوں نے سکول کے نصاب میں ایک نظم پڑھی جس کے چند ایک بند تھے اور ہر بند کے آخر پر یہ مصرعہ بار بار آتا تھا

؎ میں تو بنوں گا یارو! لڑکا بہت ہی اچھا!

یہی مصرعہ اس نظم کا عنوان بھی تھا۔

میرے بھائی نے جب یہ نظم پڑھی تو کچھ تو جماعتی ماحول کے زیر اثر اور کچھ گھریلو تربیت کی وجہ سے اسے اس نظم میں ایک بڑی خامی نظر آئی کہ اس نظم میں نماز، روزہ کا قطعاً کوئی ذکر نہیں تو یہ لڑکا خود کو اچھا کیسے کہہ سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے ان جذبات کا اظہار اپنے ابا جان (محترم مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی۔ جو عرصہ دراز تک سرگودھا جماعت کے صدر رہے ہیں) ان سے کیا۔ چونکہ سوال اور مطالبہ معقول تھا۔ اباجان بھی اس سے متاثر ہوئے چنانچہ اپنے عزیز کی خواہش کے احترام میں انہوں نے اس نظم پر ایک اور بند کا اضافہ کر دیا۔ جو بچے کی خواہش کو مناسب رنگ میں پورا کر رہا تھا۔ جسے فوراً عزیز موصوف نے از بر بھی کر لیا۔ وہ بند یہ تھا۔

اللہ کا نام لیکر۔ وقت صبح اٹھونگا
منہ ہاتھ پاؤں دھوکر پورا وضو کرونگا
مولا کی بارگاہ میں سجدے میں سر دھرونگا
بعد اس کے پھر تلاوت قرآن کی کرونگا
میں تو بنونگا یارو لڑکا بہت ہی اچھا

خاکسار قدرت اللہ حال لندن ۲۲/۲/۹۰

◉ حضرت امام جماعت (الرابع) نے جماعت کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک خطبہ میں فرمایا ہے کہ جو قربانی جماعت پیش کر رہی ہے اس جیسی قربانی دنیا میں کوئی اور جماعت نہیں پیش کر رہی۔ حضرت امام جماعت (الثالث) نے وقف جدید کے لئے بچوں کے ذمے کچھ رقم لگائی تھی کہ وہ ہر ماہ ادا کیا کریں۔ اب وہ بچے اللہ کے فضل سے جوان ہو گئے ہیں اور انہیں چندہ دینے کی عادت پڑ چکی ہے اس لئے ان کے چندے بھی اس بات کا باعث ہیں کہ جماعت کی قربانی مثالی ہے۔ بچپن سے جو عادت ڈال لی جائے اس کا یہی فائدہ ہوتا ہے کہ پھر بڑا ہو کر انسان اس کام کو جاری رکھ سکتا ہے اور بہتر طریق پر جاری رکھ سکتا ہے۔

◉ عزیزہ قانتہ اقبال نے لکھا ہے۔

"میرا نام قانتہ اقبال ہے میں امیر ضلع گوجرانوالہ میاں غلام احمد صاحب کی پوتی ہوں۔ میرا تعلق وزیر آباد سے ہے میں دسویں جماعت کی طالبہ ہوں۔ میں نے اخبار الفضل کے لئے ایک نظم لکھی ہے!!

نظم کا ایک شعر سنیئے!

اے میرے پیارے امام تیری یاد میں ہے دل بیقرار
کتنا سونا لگتا ہے تیرے بنا یہ سنسار

اس میں قانتہ اقبال نے اپنی نظم میں حضرت امام جماعت (الرابع) کے لئے بہت اچھے جذبات کا اظہار کیا ہے۔

◉ عزیزہ شمس النساء بنت عبداللطیف خاں صاحب ربوہ لکھتی ہیں۔ سب سے پہلے میں الفضل کی وساطت سے سب بہن بھائیوں کی خدمت میں نئے سال کی مبارکباد دیتی ہوں خدا کرے نیا سال سب کے لئے خوشیوں کا سال ہو۔

◉ سمجھدار ہونا بھی کتنی مزے کی بات ہوتی ہے۔ بعض سمجھدار بچے بات سے بات نکالتے ہیں تو مزہ ہی آجاتا ہے۔ کہتے ہیں والدہ نے بچی کو سمجھانے کے لئے کہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے اس سے کہا کہ جو وقت گزر جائے وہ واپس نہیں آیا کرتا تو سمجھدار بچی نے اپنی سمجھ کے مطابق فوراً جواب دیا لیکن امی میرا اسکول جانے کا وقت تو روز واپس آجاتا ہے۔

اخبار احمدیہ

سانحۂ ارتحال

○ مکرم عبدالخالق صاحب کارکن جوبلی فنڈ کی چھوٹی بہن رقیہ بی بی صاحبہ مورخہ ۳ فروری ۹۰ء کو گوجرانوالہ میں وفات پا گئی ہیں۔

○ مکرم محمد سعید صاحب انصاری۔ ربوہ کے بڑے بھائی مکرم محمد منیر صاحب مولوی فاضل مقیم کراچی ۸/۹ مارچ کی درمیانی شب اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملے۔ ان کا جنازہ ان کے بیٹے بذریعہ ٹرین ربوہ لائے۔ ۱۰ مارچ بعد نماز عصر بیت محمود میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور عام قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

پتے درکار ہیں

مندرجہ ذیل موصیات کے موجودہ ایڈریس نظارت بہشتی مقبرہ کو درکار ہیں۔

۱۔ محترمہ ممتاز بیگم صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب وصیت نمبر ۱۷۰۸۸، ۷۶۲، عزیز آباد کراچی۔

۲۔ محترمہ سیدہ فرخ ممتاز صاحبہ زوجہ مکرم سید غلام السیدین صاحب وصیت ۱۷۰۱۹، ۸/۷۷۷، عزیز آباد کراچی ۱۹۔

بقیہ صفحہ ۱ سے آگے

لکھا ہے میں نے خود پڑھا ہے کتاب میں کہ علم حساب جو ہے یعنی حساب کا علم مفروضات کے اوپر اس کی بنیاد ہے، حقائق پر نہیں کہ بعض مفروضات ہم کرتے ہیں پھر یہ علم آگے چلتا ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ حساب کی بنیاد بعض حقائق کائنات پر ہے" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ دسمبر ۱۹۷۹ء)

بقیہ صفحہ ۳ سے آگے

تمام عمارتوں پر قبضہ کرے جو جنگ کے بعد بھی ویسی کی ویسی محفوظ ہوں گی۔ جیسے وہ پہلے تھیں لیکن اب بات بالکل الٹ گئی ہے یہ تو نہیں کہا گیا کہ عمارتیں محفوظ رہیں گی یا تباہ ہو جائیں گی لیکن یہ ضرور کہا گیا ہے کہ جاندار زندہ رہیں گے اگرچہ کچھ عرصے کے لئے ان پر بے ہوشی کی سی کیفیت طاری رہے گی۔ اور ان کے رویے اس طرح بدل جائیں گے کہ وہ اپنی بہادری کو خیرباد کہہ کر بزدل ہو گئے ہوں گے۔

حبوب مفید اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۔/۱۵ روپے
۶۰ گرام ۔/۴۵ روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ

سرزمین قادیان کا اولین
مشہور دواخانہ
سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت
گوجرانوالہ فون ۴۴۸۴۷، ربوہ فون ۹۰۶
ملتان فون ۳۱۰۲۶، قلعہ کالروالا، کراچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک وقف زندگی و داخلہ جامعہ احمدیہ

۱۹۹۰ء

(۱) اس سال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو ...... میٹرک کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔ معین تاریخ کا اعلان بعد میں کر دیا جائے گا۔ لیکن انٹرویو سے پہلے امیدواروں کے وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے بارہ میں ضروری کوائف مکمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے درخواستیں وکالت دیوان کو بھجوا دی جائیں۔

(۲) براہِ مہربانی آپ اپنے حلقہ کے ایسے احمدی نوجوانوں کو جو امسال میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کے امتحان دے رہے ہیں یا دے چکے ہیں وقف زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے تحریک فرمائیں اور اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے بھجوانے کی کوشش فرمائیں۔

(۳) نیز یہ کہ جماعت کے ایسے ذہین، ہونہار، خدمت دین کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوان آئیں جن کے اخراجات کا زیادہ سے زیادہ بوجھ ان کے والدین یا سرپرست خود اٹھا سکیں تو بہتر ہے۔ زندگی وقف کرنے اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی خواہش رکھنے والے نوجوانوں کو ہدایت فرمائیں کہ وہ امتحان یا نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ ابھی سے مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی وساطت سے درخواستیں وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو ارسال فرمائیں۔

سیدنا حضرت امام جماعت (الثانی) وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

"میں جماعت کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاص کا ثبوت دے اور نوجوان زندگیاں وقف کریں۔ ہر احمدی گھر سے ایک نوجوان ضرور اس کام کے لئے پیش کیا جائے۔ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے ہر سال کم از کم پچاس طالب علم آنے چاہئیں۔ سو ہوں تو بہتر ہے۔"

سیدنا حضرت امام جماعت (الثالث) جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد کو دیکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جس تعداد میں نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں اور ایک لمبا عرصہ تک تعلیم حاصل کر کے باقاعدہ مربی بنتے ہیں اسے دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہماری ضرورت کے ہزارویں حصہ کو بھی پورا نہیں کر سکتے"۔

سیدنا حضرت امام جماعت (الرابع) فرماتے ہیں۔

"آئندہ سو سال میں دین حق نے جس کثرت سے ہر جگہ پھیلنا ہے اس کے لئے لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں۔ ایسے واقفین زندگی چاہئیں جو خدا کی راہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہوں۔ ہر طبقہ سے کثرت کے ساتھ واقفین زندگی چاہئیں، ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں"۔

جامعہ احمدیہ میں طلباء کی تعداد بڑھانے کے لئے مجلس مشاورت ۱۹۶۱ء کا فیصلہ ہے کہ "ہر ضلع کی جماعت ۲۵۰ چندہ دہندگان پر کم از کم ایک میٹرک پاس طالب علم جامعہ احمدیہ میں برائے تعلیم بھجوائے"۔

امید ہے آپ جانشینانِ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشادات اور مجلس مشاورت کے فیصلہ کے مطابق اپنے حلقہ سے زیادہ سے زیادہ طلباء کو جامعہ احمدیہ میں بھجوانے کی کوشش فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی اس مساعی میں زیادہ سے زیادہ برکت عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنے فضل سے زیادہ سے زیادہ مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

وکیل الدیوان تحریک جدید۔ ربوہ

خبریں

ملکی خبریں

○ آزاد کشمیر کی قانون ساز اسمبلی اور کشمیر کونسل کے مشترکہ اجلاس سے وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ، تاریخ اور دنیا ہمارے ساتھ ہے۔ بھارت کو کشمیر سے نکلنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ کشمیریوں کے حق آزادی پر کوئی سودا نہیں کیا جائے گا۔ اس سے قبل وزیر اعظم مظفر آباد پہنچیں تو ان کا زبردست استقبال کیا گیا۔ وزیر اعظم نے کہا کہ آج جس طرح میرا آزاد کشمیر میں استقبال ہوا ہے اگر میں مقبوضہ کشمیر بھی جاؤں تو اس سے بڑھ کر استقبال ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ مفتی سعید کی بیٹی میری اپیل پر رہا کی گئی۔ اس کا بدلہ بھارتی حکومت نے یہ دیا کہ کشمیر کے بیٹوں پر ظلم کی انتہا کر دی گئی۔

○ ساہیوال میں ڈکیتی کے دوران ڈاکوؤں نے نویں جماعت کے لڑکے کو ہلاک کر دیا لاہور کے فیشن ایبل علاقے گلبرگ میں دن دہاڑے ڈاکہ کے دوران ڈاکوؤں نے ۱۲ لاکھ روپے لوٹ لئے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نواز شریف نے پیر پگاڑا سے دو گھنٹے طویل ملاقات کی۔

○ جمیعت العلمائے اسلام کے ایک وفد کو صدر غلام اسحٰق خان نے جواب دیا ہے کہ ۲۰۔ مارچ کو وزیر اعظم کو اعتماد کا ووٹ لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

○ لاہور کے تمام ہسپتالوں میں ڈاکٹروں نے ہڑتال کر دی ہے۔ تمام آپریشن بھی منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔

○ پنجاب پیپلز پارٹی کے صدر فخر زمان نے کہا ہے کہ پنجاب کی موجودہ حکومت کو بہت جلد جمہوری طریقہ سے رخصت کر دیا جائے گا۔

غیر ملکی خبریں

○ سوویت یونین میں ان دنوں سیاسی تبدیلیوں پر بحث جاری ہے۔ جو مسٹر گورباچوف کے اصلاحات کے پروگرام کے مستقبل کیلئے نہائت اہم خیال کی جا رہی ہیں۔ مسٹر گورباچوف کی خواہش ہے کہ ایک ایسا بااختیار صدر ہو جس کے پاس نئے اور وسیع تر اختیارات ہوں اور ملک میں کثیر پارٹی سیاسی نظام متعارف کیا جائے۔ بحث کے آغاز پر پارلیمنٹ کے وائس چیئرمین نے یہ دلیل پیش کی کہ سوویت یونین جیسے وسیع و عریض ملک کیلئے ایک مضبوط مرکزی قوت درکار ہے تاکہ اس کے استحکام کی ضمانت ہو سکے۔ تبدیلیوں کے ایک بڑے مخالف سیاسی رہنما نے کہا ہے کہ نیا قانون صرف اس صورت میں قابل قبول ہوگا۔ کہ اس کے مقابلے کا ایک اور نظام وضع کیا جائے جس میں کہ حقیقی معنی میں پریس آزاد ہو۔

نمائندہ الفضل برائے سیالکوٹ

مکرم جلال الدین صاحب شاد $\frac{1}{9.L}$ کچہری روڈ سیالکوٹ کو نمائندہ الفضل برائے سیالکوٹ مقرر کیا گیا ہے۔ جملہ امور برائے الفضل کے سلسلے میں احباب سے درخواست ہے کہ مکرم جلال الدین شاد صاحب سے تعاون کر کے ممنون فرمائیں۔ ان کا فون نمبر رہائش ۸۸۸۶۵ ہے۔

(مینجر الفضل)

• نرینہ اولاد سے محروم • بے اولاد
• اٹھراء • سوکھا • گرمی
• گیس کا علاج کرنے والے

حضرت حکیم نظام جان کا
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
۳/۴۴ محمود آباد نزد شبینہ ڈاکخانہ کراچی

ہر ماہ کی ۱۹ سے ۲۳ تاریخ تک
حکیم عبدالحمید اعوان
مطب میں حاضر ہوتے ہیں